AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 1, June 2021, PP: 237-246
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں اختلاف کے اصول واخلاقیات

Principles and Ethics of Disagreement in the light of Seerah

Nadeem Abbas [1*], **Asia Mukhtar** [2]
[1]Lecturer, National University of Modern Languages, Islamabad, Pakistan
[2] Doctoral Candidate, University of Lahore, Pakistan

ABSTRACT

The Last Prophet Muhammad (peace be upon him) is the ultimate guide for humankind. With the divine message, he transformed the ignorant tribal society of the Arabic peninsula into the most inclusive and civilized society within a short period. He united the fighting tribes of Arabs who had violent attitudes and fought for a long on some petty reasons. He altered the customs and practices that led to violence. He guided them towards the behaviours needed for a peaceful life. He emphasized honesty, respect, mercy, and compassion. He particularly stressed keeping the social interaction intact, reconciliation among the conflict groups, and preventing fighting. This article deals with the teachings of the Prophet (peace be upon him) for reconciliation among different groups. The discussion initiates with the primary description of the related terminologies and moves on with explaining various principles and ethics of disagreement in the light of Seerah. In addition, substantial research is presented on the causes and harms of conflicts among Muslims. The article also lists the significance of positive differences and the elements to avoid during disputes. This article is highly worthwhile for figuring out the practical solutions to the growing violent sectarianism in Pakistan, which is one of the biggest challenges to the protection of human rights of every citizen, development of the country, security, peace and social harmony in the society.

Keywords: *Arabic Peninsula, Civilized Society, Social Interaction, Reconciliation.*

*Corresponding author's email: nab514@gmail.com

CC BY

تمہید:

اختلاف کا ہو جانا فطری بات ہے۔ معاشرے میں مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگ باہم مل جل کر رہتے ہیں تو ان کے درمیان ہر چیز پر اتحاد واتفاق کا مطالبہ ایک غیر فطری عمل ہے۔ اختلاف سے نئے راستے کھلتے ہیں اور علم کی نئی جہات سامنے آتی ہیں۔ وہ معاشرے جو اختلاف کو سلیقے سے کرنے کی تربیت دیتے ہیں ان میں اختلاف لڑائی جھگڑے اور فساد کا باعث نہیں بنتا بلکہ تنوع کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں اختلاف کے اصول وضوابط اور اس اخلاقیات تفصیل سے پتہ چلتی ہیں ہم اس مقالہ میں یہی جاننے کی کوشش کریں گے۔

نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب مشہور حدیث ہے:

اختلاف امتی رحمة [1]

ترجمہ: میری امت میں اختلاف رحمت ہے۔

بعض علماء اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ میری امت کے افراد کا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا (Interaction) رحمت ہے۔ یہ باہمی تعامل ہے (ایک دوسرے سے ملنا جلنا) ہے جو غلط فہمیوں کو مات دیتا ہے۔ غلط تصورات کی تصحیح کرتا ہے، بدگمانیوں کا ازالہ کرتا ہے، باہمی خوف کی زنجیروں کو توڑتا ہے، لوگوں میں محبت و مروّت پیدا کرتا ہے اور باہمی افہام و تفہیم کو آسان بنا کر پُرامن بقائے باہمی کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے۔

اگر ہم مختلف نسل وزبان، مسلک و مذہب، سیاست و معاشرت سے وابستہ لوگوں کے ساتھ تعامل بڑھا دیں تو ہمارے اکثر معاشرتی مسائل خود بخود حل ہوں گے جن کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ خوف، نفرت اور بدامنی میں گھرا ہوا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی سنت طیبہ کا مشاہدہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ہمیشہ لوگوں سے ملتے جلتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کا بائیکاٹ کیا گیا مگر آپ نے کبھی کسی کا بائیکاٹ نہیں کیا تاریخی کتب میں اس کی تفصیل نہیں موجود ہے:

> فَلَمَّا عَرَفَتْ قُرَيْشٌ أَنْ لَا سَبِيلَ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمُ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَكْتُبُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنْكِحُوهُمْ وَلَا يُنْكِحُوا إِلَيْهِمْ، وَلَا يُبَايِعُوهُمْ وَلَا يَبْتَاعُوا مِنْهُمْ، وَعَمَدَ أَبُو طَالِبٍ فَأَدْخَلَهُمُ الشِّعْبَ شِعْبَ أَبِي طَالِبٍ فِي نَاحِيَةٍ مِنْ مَكَّةَ[2]
>
> ترجمہ: جب قریش کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ تک نہیں پہنچ سکتے تو انہوں نے اجتماعی طور پر بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف اتفاق کیا کہ ان کو عورتوں سے شادی نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں اپنی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی جائے گی، نہ ان کی بیعت کی جائے گی اور نہ ہی ان سے بیعت لی جائے گی۔ اس پر حضرت ابو طالب نے سب کو مکہ کے اطراف میں شعب ابی طالب میں لے گئے۔

اسی طرح اہل یثرب جب مکہ میں حج کے لیے آتے انہیں اسلام کی دعوت دی جاتی، اسی دعوت کے نتیجے میں چند لوگوں نے اسلام کو قبول کو کیا جو بعد میں اسلام کی ترقی اور عروج کا باعث بنا۔[3]

اختلاف رائے سے سے کیا مراد ہے؟

اختلافِ رائے کا مطلب اپنی مرضی دوسروں پر تھوپنا اور ضد کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں ٹھوس ثبوت اور بنیاد پر اپنی رائے خوبصورت انداز میں دوسروں کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ اگر دوسروں کے پاس اُسی بات کے لیے الگ ثبوت اور دلائل ہوں تو اُن کا سُننا اور انھیں اپنی رائے پر قائم رہنے کا حق دینا ہے یوں اختلاف رائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنتی ہے اور لوگ نئی نئی چیزیں دریافت کرتے ہیں یوں زندگی کی رنگارنگی

میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ آگے بڑھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اختلاف رائے سے ہی علم اور جستجو کے راستے کُھلتے ہیں اور انسان ترقی اور بہتر زندگی کی طرف چل پڑتا ہے۔ اس کے بر عکس اگر اختلاف رائے کو رد کر دیا جائے اور اپنی ہی رائے دوسروں پر تھوپ دی جائے تو سوچ کے راستے بند ہو جاتے ہیں اور ترقی رُک جاتی ہے۔

یہ اختلاف رائے دوستوں، رشتے داروں، ساتھی طالب علموں، اہل محلہ اور اساتذہ یا عام لوگوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ جس سے اختلاف رائے ہو ہم اُس کو بات کرنے اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع دیں تا کہ دوسروں کے دلائل اور خیالات کا پتا چل سکے۔ اسی وجہ سے اختلاف رائے کو اُمت مسلمہ کے لیے رحمت قرار دیا گیا ہے۔ اس سے عملی میدانوں میں ترقی کی راہیں کُھلتی ہیں۔

اگر غزوہ خندق کے واقعہ کا مشاہدہ کیا جائے تو یہ بہت سے معاملات میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اس سے ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ جنگ کے مختلف طریق ہائے کار بیان ہوتے ہیں، جنگ کا ایک طریقہ دوسرے سے مختلف ہے مگر کوئی کسی سے جھگڑا نہیں کرتا اور آخر میں اسی تعدد آراء سے خندق کی بہترین تجویز سامنے آتی ہے اس سے پہلے عربوں میں اس کا رواج نہ تھا:

وَحَفْرُ الْخَنْدَقِ لَمْ يَكُنْ مِنْ عَادَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنّهُ مِنْ مَكَايِدِ الْفُرْسِ وَحُرُوبِهَا، وَلِذَلِك أَشَارَ بِهِ سَلْمَانُ الْفَارِسِيّ[4]

خندق کھودنا عربوں کا طریقہ کار نہیں تھا یہ اہل فارس کا فن تھا وہ جنگوں میں خندقیں بنایا کرتے تھے اسی لیے اس کے بارے میں حضرت سلمان فارسیؓ نے بتایا تھا۔

اختلاف رائے کے اصول:

اختلاف رائے سے چیزوں کو مختلف زاویوں سے دیکھنے اور پرکھنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے تاہم اختلاف رائے صرف اُسی صورت میں مفید ثابت ہو گا جب اس کے لیے بنائے گئے اصولوں کا خیال رکھا جائے۔ ذیل میں اسلامی تعلیمات اور تاریخی واقعات سے حاصل ہونے والے چند اصول یہ ہیں:

1۔ اختلافِ رائے کا احترام

مسلمان معاشرے کے اندر، دین کے بعض مسائل کی سمجھ اور تشریح کے حوالے سے اختلاف رائے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں بھی سامنے آیا تھا۔ اس کی اہم مثال بنو قریظہ کا واقعہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی طرف سے بھیجے گئے لشکر کو عصر کی نماز کے متعلق یہ ہدایت دی

لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ[5]

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی نمازِ عصر ادا نہ کرے مگر بنی قریظہ میں۔

اس ہدایت کا مفہوم سمجھنے میں صحابہ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ راستے میں نماز عصر کا وقت ہونے پر ایک گروہ نے اس بنیاد پر نماز ادا کر لی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ ہم تیزی سے سفر کرتے ہوئے عصر کے وقت تک بنو قریظہ پہنچ جائیں جبکہ دوسرے گروہ نے آپ ﷺ کے الفاظ کی پیروی کرتے ہوئے بنو قریظہ کے ہاں پہنچ کر ہی نماز ادا کی۔ یوں گروہوں میں نہ صرف اختلاف پیدا ہوا بلکہ ہر ایک نے اپنی ذاتی تشریح کی روشنی میں عمل کیا۔ تاہم اس پر نہ تو ان صحابہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی تنازعہ پیدا ہوا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے کی اطلاع ملنے پر کسی سے ناراضی کا اظہار فرمایا۔

عملی اختلاف کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان اُخوت کو قربان کر دینا دینی عمل نہیں ہے۔ اسی طرح امام مالک رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ وقت کی اس تجویز کو پسند نہیں کیا کہ اُن کی کتاب " الموطاء" کو پوری اسلامی سلطنت میں نافذ کیا جائے کیونکہ اُن کے خیال میں مختلف مقامات دین مختلف انداز میں پہنچا،

وہاں کے لوگوں نے ویسے ہی اسے اختیار کر لیا، اس لیے جس چیز کو وہ درست سمجھ کر اختیار کر چکے ہیں، انھیں اس سے روکنا اسلامی معاشرے میں تباہی کا باعث ہو گا۔[6]

2۔ اخلاقی اقدار کی پاسداری

ایک اور اہم رویہ جو مسلمانوں کے ابتدائی دور میں بار بار دیکھنے کو ملتا ہے وہ یہ کہ علمائے کرام علمی اخلاقیات کا دامن نہیں چھوڑتے اور نہ ہی اپنے اختلافات اپنے شاگردوں تک پُہنچاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ طالب علم ابھی پختہ ذہن نہیں ہوتے اور نہ ہی اُن کے پاس کسی مسئلے کے بارے میں وسیع علم ہوتا ہے اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی کم علمی کے باعث اختلافی مسائل میں اُلجھ کر اپنی صلاحیتوں کو ضائع کر بیٹھیں گے اور لڑائی جھگڑوں میں پڑ جائیں گے جس سے مجموعی طور پر اُمت کو نقصان ہو گا۔

3۔ تحقیق کی گنجائش رکھنا

اپنی رائے کو تحقیق سے قائم کرنا چاہیے اور اس میں مزید تحقیق کی گنجائش رکھنی چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہے ہوتا ہے کہ معاشرے میں دیگر آراء کے بارے میں یہ احتمال رہتا ہے کہ شائد وہ ٹھیک ہوں اس لیے انسان دیگر آراء کو دیکھتا رہتا ہے اور اپنی آراء پر غور فکر کرتا رہتا ہے۔

4۔ اختلاف رائے وسعت کا باعث

فقہاء کا اختلاف ہمارے لیے وسعت کا باعث بنتی ہے۔ آج انسانی معاشرے کو جن نئے چیلنجز کا سامنا ہے ان سے ساتھ مقابلہ تمام فقہ کی مشترکہ فقہی کاوشوں سے ہی ممکن ہے امام بغوی لکھتے ہیں:

اما الاختلاف فی الفروع بین العلماء فاختلاف رحمة اراد الله ان لایکون علی المومنین حرج فی الدین[7]

ترجمہ: بہر حال فروعات میں علماء کے درمیان جو اختلاف ہوا ہے وہ رحمت ہے کیونکہ اللہ تعالی مومنین کے لیے سختی نہیں چاہتا۔

5۔ مختلف نقطہ ہائے نظر

مسلمانوں کی تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف کو کُھلے دِل سے قبول کیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر تقریباً تمام بڑے آئمہ کرام کے شاگردوں نے ان سے اختلاف کیا۔ دراصل کسی بھی عالم کے لیے ضروری سمجھا جاتا رہا ہے کہ وہ صرف اپنے نقطۂ نظر سے واقف نہ ہو بلکہ اس موضوع پر دیگر اہل علم کی آراء اور ان کے نقطہ ہائے نظر سے بھی واقف ہو۔

ان جماعة من السلف الصالح جعلوا اختلاف الامة فی الفروع ضربا من ضروب الرحمة ،واذاکان من جملة الرحمة فلایمکن ان یکون صاحبه خارجا من قسم اہل الرحمة[8]

ترجمہ: سلف صالحین کے ایک گروہ نے فروعات میں امت کے درمیان ہونے والے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے کہ یہ اختلاف رحمت ہے۔ جب اختلاف رحمت ہے تو اس اختلاف کی بنیاد پر کوئی اہل رحمت میں سے نہیں نکلتا۔

6۔ اختلاف کا مطلب تفرقہ نہیں

اختلاف میں پُر امن بقائے باہمی کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ تاہم جب اختلاف میں اس قدر شدت پیدا ہو جائے کہ ایک دوسرے کا احترام ترک کر دیا جائے، تو پُر امن بقائے باہمی کے امکانات خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ مُسلمانوں کا توحید پرست ہونا انھیں باہم متحد ہونے کا درس دیتا ہے۔ یہ اتحاد یا قومی وحدت کسی بھی قوم کے لیے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور عزت و مرتبے کی علامت ہے۔ لیکن اس کی حق دار وہی ہوتے ہیں جس کے علماء وسعت اور رواداری و برداشت کی اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کر لیں۔

اختلاف کے اسباب

1۔شدت پسندی اور غلو

شدت پسندی اور اپنے عقائد و نظریات میں غلو اس بات کا باعث بنتے ہیں کہ کوئی بھی انسان حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ آپؐ نے غلو سے منع فرمایا ہے آپؐ کا فرمان ہے:

قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال إياكم والغلو؛ فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو[9]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم غلو سے بچو تم سے پہلے والے لوگوں کو غلو نے ہی برباد کیا۔

خیر الامور اوسطها [10] ترجمہ: بہترین عمل میانہ روی ہے۔

القصد القصد تبلغوا[11] ترجمہ: بہترین عمل میانہ روی ہے۔

ما احسن القصد فی الغنی ما احسن القصد فی الفقر ما احسن القصد فی العبادة[12]

ترجمہ: کیا ہی اچھی ہے میانہ روی دولت مندی میں، کیا ہی اچھی ہے میانہ روی مفلسی میں، کیا ہی اچھی چیز ہے میانہ روی عبادت میں۔

علیکم بالنمط الاوسط [13] ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ درمیانہ راستہ اختیار کرو۔

اس ایک فرمان میں اعتدال کا پورا بیانیہ بتا دیا گیا ہے۔نہ ہی آگے بڑھ جانے والوں میں سے ہونا ہے اور نہ ہی پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہونا ہے بلکہ درمیان راستہ کو اختیار کرنا ہے۔

2۔ تعصب

فرقہ واریت کی ایک بڑی وجہ تعصب ہے۔جب مخالف نظریہ کے لوگوں کے بارے میں حد سے زیادہ تعصب کیا جاتا ہے تو فرقہ واریت جنم لیتی ہے۔ تعصب بنیادی طور پر درست دیکھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔اس کا آغاز ڈیڈلاک سے ہوتا ہے جس کے نتیجے میں فرقہ واریت جنم لیتی ہے۔

مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو عَصَبِيَّةً، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ[14]

ترجمہ: جو اندھے جھنڈے کے نیچے قتل ہوا اور وہ عصبیت کی طرف بلا رہا تھا یہ اس کی مدد کر رہا تھا تو وہ جاہلیت میں قتل ہوا۔

3۔غلط فہمیاں

ایک دوسرے کے بنیادی لٹریچر کو پڑھے بغیر ایسے لوگوں کی پھیلائی باتوں پر اعتماد کر لیا جاتا ہے جو معاشرے میں فرقہ واریت پھیلانا چاہتے ہیں۔اس سے معاشرہ تباہی کی طرف جاتا ہے۔ آپ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ موجود ہیں جو اپنے علاوہ سب کے اسلام کو مشکوک قرار دیتے ہیں۔ کسی گروہ کو مشرک، کسی کو گستاخ رسول ﷺ ، کسی کو گستاخ صحابہ قرار دے کر انتہائی سخت رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔جب کسی کے بارے میں گستاخ رسول ﷺ کو فرض کر لیا جائے تو ردعمل پیدا ہو گیا معاشرے میں فرقہ واریت جنم لے گی۔

غلط فہمیاں جھوٹ، غیبت اور تہمت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے آپؐ نے ان سب کو حرام قرار دیا۔

4۔بدگمانی ظن

بدگمانی اختلاف کو جنم دیتی ہے اس میں انفرادی اور اجتماعی طور پر انحاط آتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے بدگمانی سے منع فرمایا ہے اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ. فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ[15]

ترجمہ: ظن سے بچو اور ظن سب سے جھوٹی بات ہے۔

5۔ متشابہ، مجمل

قرآن مجید کی وہ آیات جو متشابہ یا مجمل ہیں ان کی وجہ سے بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ[16]

ترجمہ: اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ[17]

ترجمہ: جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

ان جیسی دیگر آیات میں ساق اور کرسی سے مراد کیا ہے اس بارے میں مختلف اقوال ہے۔ ایسی جگہوں اختلاف اقوال کا سبب بنتی ہیں۔

6۔ مذہبی آزادی کا نہ ہونا

مذہبی آزادی کا نہ ہونا معاشرے میں اختلافات کو جنم دیتا ہے اور لوگ عدم تحفظ کا شکار ہو کر اختلاف کرنے لگتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی سیرت بڑی واضح ہے اس میں تمام مذاہب کو آزادی حاصل تھی۔

نجران کے مسیحیوں سے معاہدہ میں نبی اکرم نے یہ گارنٹی دی تھی کہ:

1۔ ان کے معاملات اور مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے گا۔

2۔ ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔[18]

تفرقہ کے اثرات

تفرقہ کے معاشرے پر بھیانک اثرات ہوتے ہیں۔ اسلام برداشت کی نہیں رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ یہودیوں کے ساتھ یکساں سلوک پر مبنی میثاق مدینہ، مشرکین مکہ کے ساتھ معاہدوں کی مکمل پاسداری پر مبنی صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے موقع پر کفار مکہ اور رسول اکرام ﷺ کے جانی دشمنان کے لیے عام معافی کا اعلان برداشت کی نہیں رواداری کی عملی مثالیں ہیں۔ تفرقہ کے نتیجے میں مندرجہ ذیل مسائل پیش آسکتے ہیں:

1۔ اجتماعی انحطاط

تفرقہ کے نتیجہ میں قومیں تباہ ہو جاتی ہے۔ ان میں انتشار آجاتا ہے جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام ان پر غالب آجاتی ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ[19]

ترجمہ: اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ نے رشاد فرمایا:

عن ابن عمر انه سمع النبیؐ یقول : لاجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض [20]

ترجمہ: خبر دار میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مانے لگو

2۔ ہلاکت وتباہی

فرقہ واریت تباہی و ہلاکت کا باعث ہے۔ انفرادی اور اجتماعی امن غارت ہو جاتا ہے۔ گاؤں شہر اور محلے تباہ ہو جاتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الِاخْتِلَافُ[21]

ترجمہ: تم سے پہلے لوگ اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوئے۔

لَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ[22]

ترجمہ: تم اختلاف نہ کرو اگر اختلاف کیا تو تمہارے قلوب میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

لاَ تَخْتَلِفُوا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا[23]

ترجمہ: تم اختلاف نہ کرو تم میں سے جس نے اختلاف کیا وہ ہلاک ہو گئے۔

3۔مذہب سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے

جو لوگ گروہ بندی کا شکار ہو جاتے ہیں ان کا دین سے تعلق بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ایسے لوگ مفادات کے اسیر ہو جاتے ہیں۔ان کا سب کچھ ان کے مفادات ہوتے ہیں اللہ تعالی قرآن مجید میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمارہا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ [24]

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں۔

4۔شدید عذاب

اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے لیے شدید عذاب کی وعید سنائی ہے جو فرقہ بندی کا شکار ہو جاتے ہیں ارشاد باری ہے:

وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ [25]

اختلاف کے ثمرات

ذہنی ریاضت، فکری وسعت، قلبی کشادگی، علمی ارتقاء، عملی ہم آہنگی، اجتماعی دانش و اجتہاد، مسئلہ سے متعلق تمام احتمالات کا سامنے آنا، مسئلہ کا مناسب ترین حل، علمی و تحقیقی جستجو میں اضافہ ،انسانی معاشرے میں علمی و عملی ترقی کے امکانات میں اضافہ

وہ باتیں جن سے اختلاف میں پرہیز کرنا چاہیے:

غلبہ کی خواہش، افواہوں پر یقین، غلط تصورات و تعصبات پر مبنی غیر مستند رائے، غیر شائستہ انداز، ہٹ دھرمی، انا کا مسئلہ بنانا، علمی خیانت کرنا، دوسرے کی رائے میں کمزوری، خامی اور غلطی تلاش کرنا، دوسرے تحقیر و تضحیک کرنا، تشدد پر اُتر آنا، موضوعِ اختلاف سے ہٹ جانا، آپ وہ نہیں جو آپ کہہ رہے ہیں بلکہ وہ ہے جو میں سمجھ رہا ہوں، کسی اور زمان و مکان اور حالات میں دیے گئے فتاویٰ، نظریات کی بنیاد پر موجودہ حالات پر رائے قائم کرنا وغیرہ

اختلاف کی وجوہات

سماجی و سیاسی، نسلی و لسانی، مسلکی و مذہبی، علمی و فقہی اور دیگر اجتماعی معاملات زندگی میں پیش آنے والے اختلافات کے اسباب مختلف ہو سکتے ہیں۔یہ اسباب سوچ، رویوں اور نتائج میں اختلاف کا باعث بنتے ہیں۔ان اسباب سے آگاہی اختلاف رائے کے دوران آپ سے معتدل رویے کا تقاضا کرتی ہے

- مظاہر تخلیق میں فرق اختلاف رائے کا بنیادی سبب ہے۔چونکہ اللہ کی پیدا کردہ کائنات میں موجود ہر چیز ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ تنوع تخلیق کا بنیادی اصول ہے، بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی اشیا بھی اپنی ساخت، سائز اور خصوصیات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔حتیٰ کہ ایک درخت میں لگنے والے پتے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ہر پھول کا اپنی خوشبو ہے۔
- صلاحیتوں میں فرق بھی مختلف سوچ اور رائے کا سرچشمہ ہیں۔ہر انسان کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور سماجی صلاحیتیں مختلف ہیں۔

- سماجی پس منظر میں فرق (ہر شخص مختلف خاندان، رنگ، نسل، زبان اور سماج رکھتا ہے)
- فکری منہج میں فرق (مختلف لوگوں کی فکری بنیادیں اور مناہج / طریقے مختلف ہیں)
- نظریات واقدار میں فرق (مختلف لوگ مختلف نظریہ ہائے حیات، مذاہب، اقدار اور نظریات کے حامل ہیں)
- تصورات و تناظرات میں فرق (مختلف چیزوں کے بارے میں لوگوں کے تصورات مختلف ہیں، لوگ ایک ہی چیز کو مختلف زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مختلف نتائج اخذ کرتے ہیں)
- حقائق میں فرق (حقائق ایک سے زیادہ پہلو، سطح اور گیرائی اور گہرائی رکھتے ہیں)
- حالات، زمان و مکان میں فرق (مختلف حالات، زمان / وقت، مکان اور ماحول میں فرق مختلف سوچ اور رویوں کی تشکیل کرتے ہیں)
- روایت و درایت یا ذرائع ابلاغ میں فرق (کسی ایک چیز / تصور / نظریہ / واقعہ کی روایت اور اس کی تعبیر و درایت یا اس کے ابلاغ کے ذرائع مختلف ہو سکتے ہیں اور مختلف نتائج کا باعث بن سکتے ہیں)
- مفادات ومقاصد میں فرق (لوگوں کے مفادات اور مقاصد مختلف ہیں)
- شناخت میں فرق (مختلف شخصی وتنظیمی، مسلکی ومذہبی، لسانی ونسلی، سماجی وسیاسی شناخت مختلف ہے)
- تعلقات میں فرق (لوگوں کے مابین تعلقات اور توقعات کی نوعیت مختلف ہے)
- معلومات اور تجربات میں فرق (مختلف لوگوں کی تعلیم وتربیت،، معلومات، تجربات ومشاہدات مختلف ہیں)
- وسائل ومسائل میں فرق (مختلف لوگوں کو مختلف مسائل کا سامنا ہے، مختلف لوگوں کے پاس وسائل اور امکانات مختلف ہیں)
- معیار ومیزان اور اصول وضوابط میں فرق (لوگوں کے معیار ومیزان، اصول وضوابط مختلف ہیں جو مختلف رویوں اور نتائج کا باعث بنتے ہیں)

اختلاف رائے کے آداب:

انسانی معاشرے کے مختلف معاشرتی، دینی، سیاسی، علمی وعملی میدانوں میں سامنے آنے والے اختلاف رائے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:

نیک نیتی (تلاش حق وحقیقت)، دوسرے کی رائے کو سمجھنے کی خاطر مکمل توجہ سے سننا، ٹھوس دلائل وثبوت کے ساتھ استدلال، شائستہ انداز اور افہام وتفہیم، دوسرے کو اختلافی رائے رکھنے کا حق دینا، دوسرے کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع دینا، عصبیت سے بالاتر ہو کر مختلف آراء کی جستجو، مستند اور معتبر رائے کی تلاش، تحقیق وانصاف پر مبنی رائے اختیار کرنا، کم علمی محسوس ہونے کی صورت میں اہل الذکر سے رجوع، باہمی احترام اور رشتہ اخوت کا تحفظ، دوسرے کی رائے میں صحت اور اپنی رائے میں غلطی کے امکان کو سامنے رکھنا

نتائج

1۔ ادب اختلاف کے فروغ کے لیے سیرت النبی ﷺ کے روشن پہلوؤں کی تعلیم اور فروغ کا بندوبست کیا جائے۔

2۔ اختلاف معاشرے میں توسع کا باعث ہے۔

3۔ اختلاف بذات خود بری چیز نہیں ہے۔

4۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں اختلاف سیکھانے کے لیے مناسب تربیت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

5۔اختلاف کے روشن پہلوؤں کو معاشرے میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

6۔سیرت طیبہ کی روشنی میں ایسے اسباق شامل نصاب کرنے کی ضرورت ہے جن سے نوجوانوں میں یہ سکِل آجائے۔

7۔اختلاف کو فرقہ واریت میں تبدیل کرنے والے عناصر کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

8۔عدل وانصاف، مساوات، آزادی اظہار اور انسانی حقوق سے متعلق سیرت کے پہلوؤں کو سیرت کی روشنی میں اجاگر کرنے کیا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل،،(مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبع الأولى 2001م)، 30 / 391

Abu Abdillah Ahmad Bin Muhammad Bin Hanbal Bin Hilal Bin Asad Alshebani, **Musnad Al Imam Ahmad Bin Hanbal**,(Beirut: Moassisa Tur Risala), 30/391

[2] ۔ أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر، البيهقي، السنن الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثالثة 2003م، 6 / 594

Ahmad Bin Alhussain Bin Ali Bin Moosa Al Khusrojardee Al Khurasaani, Abu Bakar Al Baihaki, **Al Sunan Ul Kubra**,(Beirut Lebanon : Daar Ul Kutub il Ilmiya), 6/594

[3] ۔ محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، حبان، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان،(مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى 1988م)، 14 / 173

Muhammad Bin Haban Bin Ahmad Bin Haban Bin Ma'az Bin Mabad Haban, **Al ihsan Fi Taqreeb Saheeh Ibn E Haban**,(Beirut : Moassisa Tur Risala), 14/173

[4] ۔ أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي، الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام،(دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الطبعة الأولى 2000م)، 6 / 195

Abul Qasim Abdur Rehman Bin Abdullah Bin Ahmad Alsaheli, **Al Roz ul Anf Fi Sharh e Seerat e Nabwiya Le Ibn e Hashaam**,(Beirut : Daar Ihyaa E Turaas il Arbi), 6/ 195

[5] ۔ محمد بن إسماعيل أبو عبد الله بخاري،، صحيح البخاري،(دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ) 2 / 15

Bukhari, Muhammad Bin Ismail Abu Abdillah, **Saheeh Al Bukhari**, (Daar Toq Ul Nijaat), l 2/ 15

[6] ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ،(پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، 18/378

Urdu Daira Ma'arif E Islamia, Punjab University, Lahore, 18/ 378

[7] ۔ محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی، شرح السنة،(المكتب الإسلامي، بيروت، 1983)، 1 / 229

Baghvi, Muhammad Hussain Bin Masood Al Farraa Baghvi, **Sharh Ul Sunnah**, (Beirut: Al Maktab Ul Islami), 1/ 229

[8] ۔ ابراھیم بن موسی شاطبی، الاعتصام بالكتاب والسنة(، دار ابن القیم)، 2 / 170

Shatibi, Ibrahim Bin Moosa, **Al Etisam Bil Kitabe Wal Sunnah**,(Daar Ibnul Qayyim), 2/ 170

[9] ۔ امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ،(دار الکتب العالمیہ، بیروت)2 / 1008

Imam abo Abdullah bin maja ,Sunnan abn e Maja , (Darul Kutab al elmia ,bairot,) 2/ 1008

[10] ۔ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی،، الجامع لاحکام القرآن(، دار الشعب، قاہرہ)، 5/ 434

Muhammad Bin Ahmad Bin Abi Bakar Qurtabi, **Aljame al Ahkham ul Qurain**,(Cairo: Daar Ul Sha'ab), 5/ 434

[11] ۔ محمد بن اسماعیل بخاری،، جامع الصحیح، کتاب الرقاق / باب القصد والمداومة علی العمل / حدیث نمبر: 6463

Muhammad Bin Ismail Bukhari, **Jameh Al Saheeh**, Hadith No:6463

[12] ۔ محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ،(مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى 1432)، 9 / 333

Muhammad Bin Ismail Bin Salah Bin Muhammad Al Hasni Al Kuhlani, **Al Tanveer Shrah Ul Jameh Al Sagheer**,(Al Riadh: Maktaba Daar Ul Salam), 9/333

[13] ۔ ابن السبکی، تخریج أحادیث إحیاء علوم الدین،(دار العاصمة للنشر،الریاض،الطبعة:الأولی1987م)،1/ 229

Ibn Al Subki, **Takhreej Ahadees Ihyaa Uloom Ud Deen**, (Al Riadh:Daar Ul Asimat E linashr), 1/ 229

[14] ۔ مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (دار إحیاء التراث العربي، بیروت)،3 / 1478

Muslim Bin Hujjaj Abul Hassan Al Qushairi Al Nishaburi, **Al Musnad Al Saheeh Al Mukhtasar Binaqlil Adl Anil Adl E Ilaa Rasool Illah SAW**, (Beirut:Daar E Ihyaa Ul Turaas Ilarbi), 3/ 1478

[15] ۔مالک بن أنس بن مالک بن عامر الموطأ، مؤسسة زاید بن سلطان آل نهیان للأعمال الخیریة والإنسانیة، أبوظبي، الطبعة: الأولی، 2004 م،ج5ص1333

[16] ۔القرآن2 :255

Al Quran 2:255

[17] ۔القرآن49 :12

Al Quran 49 :12

[18] ۔ علی احمدی، مکاتیب الرسول،(مطبع دار الحدیث، تہران، طبع اولی1997ء)، ص176

Ali Ahmadi, **Makateeb Ur Rasool**,(Tehran, Matbah Daar Al Hadees), P:176

[19] ۔القرآن8 :46

Al Quran 8:46

[20] ۔بخاری، صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب نصر المظلوم، حدیث نمبر:2446

Bukhari, **Saheeh Bukhari**, Hadith: 2446

[21] ۔ أبو الحسین محمد بن أحمد بن عبد الرحمن بن یحیی بن جُمَیع الغساني، معجم الشیوخ،(مؤسسة الرسالة، دار الإیمان - بیروت، الطبعة: الأولی،1405)،1 / 161

Abul Hussain Muhammad Bin Ahmad Bin Abdul Rehman Bin Yahyaa Bin Jumaih Al Ghassani, **Mojam Al Shuyookh**, (Beirut: Moassisa Tur Risala), 1/ 161

[22] أبو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، مسند الدارمي،(دار المغني للنشر والتوزیع، المملکة العربیة السعودیة، الطبعة الأولی2000م)،2 / 805

Abu Muhammad Abdullah Bin Abdur Rehman Bin Al Fadl Bin Behram Bin Abdul Samad Al Daarmi Al Tameemi Al Samarqandi, **Musnad Ud Daarmi**, (Saudi Arabia: Daar ul Mughni Linshar e Waltozee), l 2/ 805

[23] ۔ محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاري الجعفي، الجامع المسند الصحیح،(دار طوق النجاة، الطبعة الأولی،1422ھ)،3 / 120

Muhammad Bin Ismail Abu Abdillah Al Bukhari Al Juhfee, **Al Jameh Al Musnad Al Saheeh**, (Daar Toq e Nijaat), 3/120

[24] ۔القرآن6:159

Al Quran 6:159

[25] ۔القرآن3:105

Al Quran 3:105